سلسلہ مطبوعات ادارہ شہادت حق ۔ ۱

سید حامد علی

ادارہ شہادت حق، بلیماران دہلی ۶

قیمت ـــــــ ۵۰ پیسے

طبع اوّل	۱۲۵۰	دسمبر ۱۹۶۲ء
طبع ثانی	۱۱۰۰	جولائی ۱۹۶۳ء

ظہیر الدین ظہیر مجھروی طابع و ناشر نے ہلال پرنٹنگ پریس
جامع مسجد دہلی سے چھپوا کر دفتر ادارہ شہادت حق ۲۵۰۳
بارہ دری شیر افگن، بلیماران، دہلی ۶ سے شائع کیا۔

قیمت	پچاس نئے پیسے
زر سالانہ	پانچ روپے
محصول ڈاک	بذمہ ادارہ
رجسٹری و وی پی	بذمہ خریدار یا ایجنٹ

منیجر ادارۂ شہادتِ حق، ۲۵۰۳ بارہ دری شیر افگن، بلیماران دہلی ۶

پیش لفظ

"مذاہب اور تخلیق کائنات" آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

گزشتہ ہنگامی حالات نے سب سے زیادہ ادارہ کو متاثر کیا "جین مت اور خدا پرستی" کا مسودہ یکم ستمبر کو کتابت کے لئے تیار رکھا تھا لیکن ۴۸ صفحات کا یہ کتابچہ پورے دو مہینے میں کتابت و طباعت کے مراحل طے کر سکا اور بروقت اشاعت کا سارا منصوبہ دھرا کا دھرا رہ گیا۔ بہرحال اب ہم پھر اشاعت کو بروقت لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ہنگامی حالات کا اثر ادارہ کی مطبوعات کی اشاعت پر بھی پڑا، اشاعت پہلے ہی کم تھی اب اور بھی کم ہوگئی، کتنے ہی ایجنٹ ادارہ کے بہی خواہ ہیں جو ڈی، آئی، آر، کے اندھے گونگے اور بہرے قانون کی زد میں آچکے ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کب جیل سے باہر آسکیں گے۔ کیا ادارہ کے قدردان اب بھی توسیع اشاعت کی طرف متوجہ ہونگے؟

خدا کا شکر ہے کہ ڈیڑھ سال سے بھی کم عرصہ میں کتاب کا پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا، اب ہم نظرثانی اور ترمیم و اضافہ کے بعد دوسرا ایڈیشن شائع کر رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصورِ تخلیق کی اہمیت

کائنات ازلی و ابدی ہے اور اس کا کوئی خالق نہیں یا وہ کسی خالق کی قوتِ تخلیق کا کرشمہ ہے؟ اگر کوئی خالق ہے تو وہ ایک ہی ہے یا متعدد ہستیوں نے کائنات کو پیدا کیا ہے؟ کائنات نیست سے ہست ہوئی ہے یا ازلی و ابدی اشیاء کی ترکیب و امتزاج سے وجود میں آئی ہے؟ کائنات خدا کے وجود ہی کا ایک مادّی ظہور ہے یا اس سے الگ اپنا وجود رکھتی ہے؟ یہ سوالات فلسفہ، مذہب اور ہر نظامِ زندگی کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں اور ان کے جو جوابات کوئی فلسفیانہ مسلک، مذہب یا نظام دیتا ہے اسی کی بنیاد پر اس کے پورے ڈھانچہ کی تعمیر ہوتی ہے اور اسی کی بنیاد پر اس کا تصورِ الوہیت، تصورِ کائنات اور تصورِ اخلاق بنتا ہے۔ یورپ کا فلسفۂ الحاد اور اشتراکیت کا پورا نظام اسی فلسفہ پر مبنی ہے — کائنات کے لیے کسی خالق کا قائل نہیں، وہ کائنات یا مادّہ یا دونوں کو ازلی و ابدی مانتا ہے —— اگرچہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات کی روشنی میں کائنات تو کائنات، خود مادّہ کی ازلیت و ابدیت مشتبہ ہو کر رہ گئی ہے —— اور اسی لئے وہ خدا، آخرت، مذہب، اخلاقی اقدار اور روحانیت ہر شے کا منکر ہے۔ مذاہب میں سے ہر مذہب کا تصورِ تخلیق دوسرے سے مختلف ہے اور اسی کے مطابق اس کے تصورِ الوہیت، تصورِ انسان اور اس کے پورے نظام کی تعمیر ہوئی ہے۔ ہم آئندہ صفحات میں چند مذاہب کے تصورِ تخلیق کو مختصر وضاحت کے ساتھ آپ کے سامنے رکھیں گے اور آخر میں یہ بتائیں گے کہ اسلام کا تصورِ تخلیق کیا ہے؟

جین مت کا تصور

مذاہب میں سے جین مت اس لحاظ سے قابلِ ذکر ہے کہ وہ مذہب ہوتے ہوئے بھی خالقِ کائنات کا منکر ہے، ایسا کیوں ہے؟ ایک جینی مصنف بابو رکھب داس کی زبانی سُنئے:-

"اس بات کو جینی بھی مانتے ہیں کہ دنیا کی حالت میں ہمیشہ تبدیلی ہوتی رہتی ہے لیکن ایسا نہیں مانتے کہ کسی وقت میں تمام دُنیا فنا ہو کر میدان خالی ہو جاتا ہے یا تمام دنیا ایک ہی مرتبہ پیدا ہو جاتی ہے۔ درحقیقت دنیا کے وجود کے لئے جیو[1] و پرکرتی[2] کے اوصاف اور اُن کا ایک دوسرے پر اثر کرنا ہی کافی ہے، پرمیشور کی طرف سے کسی کام کی کوئی ضرورت نہیں۔

دوم جبکہ پرماتما پرمانند[3] و پورن[4] ہے تو پھر اُس نے دنیا کو کیوں پیدا کیا؟ اگر وہ دنیا کو پیدا و ناش کرتا ہے تو ضروری بات ہے کہ اُس کی اِچھا یعنی خواہش ہے کیونکہ بغیر اِچھا کے کرم[5] نہیں ہوتا اور کرم اور اِچھا اسی کے ہوتے ہیں جو پورن یعنی کامل نہیں ہوتا ہے، جس میں کسی بات کی کمی ہوتی ہے اور جس کے اِچھا ہے وہ پرمانند[6] ہرگز نہیں ہو سکتا، اِچھا ہی دُکھ اور آکلتا[7] کی نشانی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب ہم کو خواہش ہوتی ہے اُس وقت خوشی نہیں ہوتی،

۱؎ روح ۲؎ مادہ ۳؎ کامل مسرت والا ۴؎ کامل ۵؎ عمل ۶؎ کامل مسرت والا ۷؎ بے کلی۔

جب تک وہ خواہش پوری نہ ہو اُکلتا لگی رہتی ہے (جین دھرم و پرماتما صفحہ ۱)
مصنف نے اس عبارت میں خدا کو اپنے اُوپر اور اُس کی مشیت کو اپنی خواہش پر قیاس کیا ہے جو قیاس مع الفارق ہونے کی بنا پر صحیح نہیں ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ دکھی اور ناقص ہستیاں ارادہ اور عمل کی طاقت رکھتی ہیں اور مسرور اور کامل ہستی ان دونوں طاقتوں سے محروم ناکارہ اور مجبور محض ہوتی ہے۔ کتنا اعلیٰ ہے خدا کا یہ تصور!

خدا نے کائنات کو کیوں پیدا کیا؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے بے شمار چھوٹے بڑے "کیوں" ہیں جن کا آپ کو جواب دینا ہے۔ دنیا کی ہر چھوٹی بڑی چیز ایک مستقل اور کھلا ہوا سوال ہے، مختلف عناصر کے امتزاج سے وہ مخصوص شے کیوں وجود میں آگئی اور اس کی وہ مخصوص خاصیت کیوں ہے جو اس کے اندر موجود ہے؟ فلسفہ اور سائنس دونوں ان سوالات کا جواب دینے سے قاصر رہے ہیں اور قاصر رہیں گے۔ اِن سوالات کا ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ کہ خدا نے چاہا کہ وہ ہو جائے اور وہ ہو گئی اور اُس خاصیت کی ہو گئی جو خدا نے چاہی۔ یہ جواب کائنات کے اجزاء کے بارے میں صحیح ہے کائنات کے بارے میں بھی صحیح ہے۔ خدا نے چاہا کہ کائنات کی تخلیق ہو اور وہ ہو گئی اور اُس نہج اور اُس صورت پر ہو گئی جس پر خدا نے چاہا۔ اس کے علاوہ اس سوال کا کوئی جواب نہیں۔

آپ یہ سوال نہیں کر سکتے کہ خدا نے کیوں چاہا؟ کائنات کی آخری علت کسی نہ کسی شے کو ماننا ہی پڑے گا اور وہ خدا اور اس کی مشیت ہی ہو سکتی ہے۔ اس کے آگے سوال کی گنجائش نہیں رہتی ورنہ لامتناہی سلسلہ چلے گا جو صحیح نہیں ہے، پھر خدا مختار مطلق ہے، وہ کسی کے آگے جواب دِہ نہیں، اُس کے فعل کے بارے میں "کیوں" نہیں کہا جا سکتا، "کیوں"

کے مخاطب ہم ہیں نہ کہ خدا۔

آگے چل کر مصنف مزید فرماتے ہیں:۔

"اب اُن لوگوں کی بابت دیکھئے کہ جو صرف ایک پرمیشور یا خدا کو ہی انادی (ازلی) مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ قادر مطلق ہے اُس نے نفی (عدم) سے دنیا کو پیدا کیا اور جب چاہے فنا کر دے گا۔ ان لوگوں کا خدا کو قادر مطلق ماننا بلا ثبوت و دلیل کے ہے۔ موجودات سے ہرگز یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ دُنیا نفی سے بنی ہے، ہم کسی چیز کو نفی سے پیدا ہوتے نہیں دیکھتے، ہر چیز جو ظہور میں آتی ہے اس کی پہلی حالت کچھ نہ کچھ ضرور رہتی ہے، نہ کسی چیز کو نفی ہوتے دیکھتے ہیں۔ سائنس سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ کوئی چیز نفی سے نہیں بن سکتی اور نہ کوئی چیز نفی ہو سکتی ہے..... جو چیز نئی بنتی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ کسی پہلی چیز کی دوسری حالت ہوتی ہے، ایسے ہی جو فنا ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ دوسری حالت اختیار کر لیتی ہے ......" (جین دھرم و پرماتما صفحہ ۷،۸)

استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ آج ہم چیزوں کو دوسری چیزوں سے پیدا ہوتے دیکھتے ہیں نیست سے ہست ہوتا نہیں دیکھتے اس لئے کائنات کا نیست سے ہست ہونا کبھی ناممکن ہے۔ لیکن اس استدلال میں ایک بہت بڑا خلا ہے جس کی طرف مصنف کی نگاہ نہیں گئی ہے اور وہ یہ کہ ہم کائنات کو درمیان سے دیکھ رہے ہیں جبکہ وہ موجود ہے اور چل رہی ہے، کائنات کی اس حالت کو دیکھ کر یہ یقین کر لینا کہ وہ ہمیشہ سے ایسی ہی ہے اور اس کا کبھی آغاز نہیں ہوا، ایک اذعانی عقیدہ ہے جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں ہے اسی طرح آج کی حالت کو دیکھ کر آغازِ آفرینش کی حالت کو طے کرنا قیاس ہے اور وہ بھی دو مختلف حالتوں کا ایک دوسرے

پر جو قیاس مع الفارق ہے۔

مصنف نے کہا ہے کہ وہ چیزوں کو عدم سے پیدا ہوتے ہوئے نہیں دیکھتے اس لئے وہ یہ نہیں مان سکتے کہ کائنات پہلے معدوم تھی اور پھر موجود ہوگئی ہے، گویا کسی چیز کے موجود ہونے کے لئے اُس کا مشاہدہ ضروری ہے، لیکن کیا یہ صحیح ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہم بے شمار چیزیں دیکھے بغیر صرف عقل سے مانتے ہیں اور ایسا کرنے پر مذہب ہی نہیں فلسفہ اور سائنس بھی مجبور ہیں۔ جین مت رُوح اور اُس کی خدائی طاقت کا قائل ہے، نیز کائنات، رُوح اور مادّہ کے ازلی و ابدی ہونے کا قائل ہے لیکن ان میں سے کس چیز کا مشاہدہ کیا گیا ہے یا کیا جا سکتا ہے؟

مصنف نے اپنے استدلال میں سائنس کا بھی سہارا لیا ہے، انھوں نے سائنس کی طرف جو بات منسوب کی ہے وہ بہت پُرانی بات ہے۔ سائنس کا جدید رجحان یہ ہے کہ مادّہ حالت ہی نہیں بدلتا، توانائی (ENERGY) میں تبدیل بھی ہوتا رہتا ہے یہی نہیں وہ فنا بھی ہو جاتا ہے اس لئے وہ ابدی نہیں ہے اور ابدی نہ ہونے کے باعث ازلی بھی نہیں ہے اور اس کے بعد خالق کائنات کا وجود اور کائنات کا نیست سے ہست ہونا، دونوں حقیقتیں آپ سے آپ ثابت ہو جاتی ہیں[1]۔

مصنف مزید فرماتے ہیں:۔

"دنیا میں صرف پُدگل یعنی مادّہ ہی کام نہیں کر رہا ہے بلکہ جیو بھی بہت کچھ کام کر رہا ہے۔ اس دنیا کا کارن۔ جڑ، و چیتن دونوں ہیں بلکہ دنیا اناد کال (ازل) سے جیو (رُوح) پُدگل (مادّہ) کال (وقت) آکاش

---

[1] ملاحظہ ہو "خدا ہے" اور "کیا خدا کی ضرورت نہیں"

(جو سب کو جگہ دیتا ہے) دھرم درویہ (جو رُوح و مادہ کو حرکت دینے میں مددگار ہوتا ہے) اور ادھرم درویہ سے (جو رُوح اور مادہ کو حرکت بند کرنے یا ٹھہرنے میں مددگار ہوتا ہے) سے بنی ہے' زق اتنا ہے کہ جین دھرم اُس جیو کو جو پرماتما کی حالت میں ہے سنسار کا کارن نہیں مانتا"

(جین دھرم و پرماتما، صفحہ ۳۴)

خدا کو کائنات کی علتِ اولیٰ (FIRST CAUSE) تسلیم نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ کسی ثبوت کے بغیر چھ اشیار کو ازلی وابدی اور کائنات کی علت ماننا پڑا۔ جن میں سب سے زیادہ اہمیت آتما (روح) کی ہے مگر اُس روح کی جو پرماتما ہونے کی حالت میں نہ ہو ـــــــ جین دھرم کی رُو سے ہر آتما بالقوہ پرماتما (خدا) ہے' جب وہ آواگون کے چکّر سے نجات پا لیتی ہے تو پرماتما بن جاتی ہے ـــــــ گویا جب تک رُوح ناقص رہتی ہے تخلیق کائنات میں اُس کا دخل رہتا ہے لیکن جونہی وہ کامل ہو جاتی ہے اور خدائی مقام اختیار کر لیتی ہے' وہ تخلیق کائنات کے نظم و انصرام سے بے تعلق ہو جاتی ہے۔ روح کا تخلیق کائنات میں کیونکر حصہ ہے' اس کی تفصیل مصنف کی زبان سے سنئے:

"پس اگر کسی روح کے خیالات و افعال ایسے ہیں کہ اُن سے اس قسم کا مادہ اس رُوح کی طرف کھنچے کہ جس سے تندرست' خوبصورت' شکیل جسم و اعضا بنیں تو وہ ایسے ہی قالب میں جنم لیتی ہے اور اگر کسی روح کے خیالات و افعال اس قسم کے ہیں کہ اُن سے ایسا مادہ اس کی طرف کھنچے کہ جس سے بدنما و بدشکل و کمزور نحیف جسم بنے تو وہ رُوح ایسے ہی مادہ سے اپنا جسم بنا لیتی ہے اور اگر رُوح کے خیالات و افعال ایسے ہیں کہ جن سے اِس قسم کا

مادّہ اس کی طرف کھینچتا ہے کہ جس سے اس رُوح کو بیرونی سامان آرام و آسائش کے ملیں تو وہ رُوح آرام و آسائش کی حالت میں ہو جاتی ہے اور اگر اس کے برعکس اس کے خیالات و افعال ہیں تو برعکس حالت ظہور میں آتی ہے۔" (صفحہ ۳۶)

"الغرض دنیا کی تمام اشیاء و دنیا کی تمام حالتیں خواہ اچھی ہوں یا بُری جیو کے راگ دویش (تعلقات) و پُدگل (مادّہ) کی قسم و خواص کے مطابق بنتی ہیں، اس میں پرماتما کی جانب سے کسی دخل کی ضرورت نہیں۔" صفحہ ۳۶، ۳۷)

"درحقیقت سنسار کس کا نام ہے، جیو جو آواگون میں پھنسا ہوا۔ جنم مرن کرتا ہے مختلف چوراسی لاکھ یونین میں بھٹکتا ہے، کبھی نرک میں جاتا ہے کبھی جمادات و نباتات و حیوانات میں پیدا ہوتا ہے، کبھی انسان یا دیوتا ہوتا ہے، کبھی سکھی ہوتا ہے کبھی دکھی، کبھی بادشاہ، کبھی فقیر وغیرہ وغیرہ، اسی کا نام سنسار یا دنیا ہے اور یہ سنسار یا دنیا ہر ایک جیو اپنے لئے خود اپنے خیالات و جذبات کے بموجب بناتا ہے، اس طرح سنسار کا کارن خود جیو یا آتما ہے۔" صفحہ ۳۷، ۳۸)

اس بیان میں مصنف نے مشاہدہ یا عقلی ثبوت کے بغیر کئی باتیں بطورِ خود فرض کر لیں:۔

۱۔ رُوح مادّہ سے الگ مستقل وجود رکھتی ہے۔

۲۔ رُوح دنیا میں بار بار آتی ہے، وہ چوراسی لاکھ جونیوں میں جنس، نوع، جسم اور شکل بدل بدل کر آتی رہتی ہے۔

۳۔ یہ آواگون اور جنم مرن کا چکر روح کے خیالات و افعال کے باعث چلتا ہے۔
۴۔ کسی روح کو اُسی قسم کا مادّہ، نوع، جسم، شکل اور حالات ملتے ہیں جن کا تقاضا روح کے پچھلے جنم کے خیالات و اعمال کرتے ہیں۔
۵۔ روح سنسار کی علّت ہے۔

اِن میں سے کون سی بات ہے جسے مشاہدہ یا عقل سے ثابت کیا جا سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ خالقِ کائنات کا انکار کر کے انسان کو بے شمار مفروضات تسلیم کرنا پڑتے ہیں

بودھ مت کا تصوّر

بودھ مت کے بارے میں قدیم سے یہ اختلاف چلا آرہا ہے کہ وہ خدا کو مانتا ہے یا نہیں۔ یہ اختلاف دراصل اس بات کا نتیجہ ہے کہ گوتم بدھ کی طرف جو تعلیمات منسوب کی گئی ہیں اُن میں خالقِ کائنات کا نہ انکار ہے نہ اقرار۔ دراصل بودھ مت کو تخلیقِ کائنات کے مسئلہ سے دلچسپی نہیں ہے۔ ایڈورڈ کانزے اپنی تصنیف "BUDDHISM, ITS AND DEVELOPMENT" میں فرماتے ہیں:-

"بودھ مت کی روایات خالق کے وجود کا صاف صاف انکار نہیں کرتیں البتہ وہ اس معاملہ میں دلچسپی بھی نہیں رکھتیں کہ کائنات کو کس نے پیدا کیا ہے، بودھ مت کے نظریہ کا مقصد یہ ہے کہ موجودات کو غم سے نجات ملے اور کائنات کی پیدائش سے متعلق قیاسات وقت کا ضیاع ہی نہیں ہیں بلکہ یہ لوگوں کے درمیان عداوت و نزاع کا موجب بھی بن سکتے ہیں اور اس طرح غم سے نجات کے مقصد کو پس پشت

ڈالنے کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس طرح بودھ مت کو ماننے والے شخصی خالق کے معاملہ میں لاادریت AGNOSTICISM کا رویہ اختیار کرتے ہیں ..... اگر کائنات کے شخصی خالق سے بے اعتنائی الحاد ہے تو بودھ مت یقیناً ملحدانہ ہے۔" (صفحہ ۱۴)

بودھ مت خالقِ کائنات ہی نہیں، کائنات سے بھی بے اعتنائی برتتا ہے اور جین مت کی طرح یہ مذہب بھی ترک دنیا میں نجات مضمر سمجھتا ہے۔

ہندومت کا تصوّر

ہندومت بے شمار مختلف و متضاد افکار و خیالات کے مجموعہ کا نام ہے، تخلیقِ کائنات کے سلسلے میں بھی ہندو مذہب میں کوئی ایک تصور نہیں، مختلف تصورات ہیں، جن میں سے چند اہم تصورات کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

ویدک تصوّر ویدوں میں تخلیقِ کائنات کے بارے میں کیا تصور ہے؟ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر تارا چند INFLUENCE OF ISLAM ON INDIAN CULTURE میں فرماتے ہیں:۔

"ویدک نظریہ کا تاریخی مواد کچھ بھی ہو، وہ اپنی پختہ شکل میں ایک عمدہ فلسفیانہ سسٹم ہے۔ اس سسٹم میں ایک بالاتر ہستی آخری حقیقت کے طور پر سامنے آتی ہے وہ ایک (ایکم) شخصیت (پُرش)، خالق (وشوکرنٹر)، پرجاپتی، واجب الوجود، برہمانڈ، ماورار ادراک، محیطِ کل، عالم کل، اخلاقی قانون کی بنیاد اور عالمی نظم کو قائم

کرنے والا ہے، وہ باپ ہے، کائنات کا قوام ہے، دستگیر ہے اور خواہشات کا پورا کرنے والا ہے۔" (صفحہ ۲)

گویا ویدوں میں ایک خدائے بالا و برتر کا تصور موجود ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک مانا جاتا ہے۔

کائنات کی تخلیق کیسے ہوئی؟ ڈاکٹر تاراچند اسے واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"خدا دنیا کو کیسے پیدا کرتا ہے؟ اس سلسلہ میں ویدک لٹریچر میں متعدد بیانات ہیں کبھی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کائنات مشینی تخلیق کا نتیجہ ہے، کبھی وہ قربانی کا پھل ہوتا ہے، پرش بنفسِ نفیس قربان ہوتا ہے اور اس کے اعضاء سے کائنات کے اجزا بنتے ہیں، زیادہ فلسفیانہ انداز میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ تخلیق ایک سلسلہ ہے معدوم (اَست) سے موجود (سَت) کا ارتقاء ہے۔ ابتداء میں وجود و عدم دونوں معدوم تھے، ایک تاریک خلا تھا، خدائے واحد اس خلا میں خاموشی کے ساتھ سانس لیتا تھا، تب اس کے اندر خواہش پیدا ہوئی، یہ وجود اور عدم کی سرحد تھی اور مادی تخلیق کا سبب لیکن وہ بیان جو عوام میں زیادہ مقبول ہوا یہ تھا کہ قدیم موجود ہستی نے پانی پیدا کیا جس کے اندر طلائی انڈا تیرتا تھا، وہ اس کے اندر داخل ہو گیا اور اس سے پہلی مخلوق برہما کی شکل میں پیدا ہوا۔ تب برہما نے دیوتاؤں، جنت، زمین، آسمان، سورج، چاند، کائنات اور انسان کو پیدا کیا۔" (صفحہ ۳۰۲)

یہ ہیں تخلیق کائنات کے سلسلہ میں ویدک لٹریچر کے مختلف و متضاد بیانات! اس ذیل میں ایک اور چیز پڑھتے چلئے:۔

لے ڈاکٹر صاحب نے ان صفات کے لئے رگ وید کے حوالے دیئے ہیں۔

"قربانی کائنات کے اِس نظم کی علامت ہے، وہ پرجاپتی کی طاقت کا ذریعہ بھی ہے کیونکہ جب پرجاپتی تخلیق کرنے میں قوت کھو دیتا ہے تو دیوتا اُس کی قدیم طاقت کو قربانی کے ذریعہ از سرِ نو واپس لے آتے ہیں قربانی کے ذریعہ دیوتا بارش، طوفان اور سُورج کے طلوع کے سلسلے میں اپنی سرگرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں، اس طرح قربانی وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعہ خدا کا ارادہ تکمیل پاتا ہے۔" (صفحہ ۳۰)

اوپر کے بیان سے معلوم ہوا تھا کہ خدا خود قربان ہو کر کائنات کی تخلیق کرتا ہے اس بیان سے معلوم ہوا کہ کائنات کے پیدا کرنے میں خدا کی قوت ختم ہو جاتی ہے اور دیوتا قربانیاں کر کے یہ قوت از سرِ نو فراہم کر دیتے ہیں، نیز انسانوں کی قربانی سے دیوتاؤں کو کائنات کا تنظم کرنے کی طاقت حاصل ہوتی ہے۔

ڈاکٹر جادوناتھ سنہا، جو ہندوستانی فلسفہ اور ہندوستانی نفسیات پر متعدد مستند اور ضخیم کتابوں کے مصنف ہیں اور ہندومت کے اصل مآخذ پر براہِ راست عبور رکھتے ہیں، اپنی مشہور کتاب A HISTORY OF INDIAN PHILOSOPHY میں فرماتے ہیں:۔

"وید مذہبی فکر کے مختلف پہلوؤں کی نمائندگی کرتے ہیں ان میں شرک، مربوط و منظم شرک ORGANIZED POLYTHEISM توحید ناقص HENOTHEISM (بہت سے دیوتاؤں کو ایک دوسرے میں ضم کر کے ایک دیوتا بنا دینا)، توحید اور وحدت الوجود کے کھلے ہوئے نشانات ملتے ہیں۔" (جلد اوّل، صفحہ ۱)

اس بیان سے بھی یہی معلوم ہوا کہ وید میں کوئی ایک تصور نہیں، مختلف و متضاد افکار و تصوّرات ہیں۔ ڈاکٹر جادوناتھ سنہا شرک اور مربوط شرک کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں

"ہیرانیہ گربھ یا پرجاپتی" ، وِشوکرمنؔ اور پرم پُرش رفتہ رفتہ واحد خدائے برتر کی جگہ لیتے ہیں۔ ہیرانیہ گربھ پرجاپتی ہے اور تمام مخلوقات کا مالک و خداوند وہ آغاز ہی میں اٹھا، اس نے زمین و آسمان کو قائم کیا۔ وہ پوری کائنات کا واحد فرمانروا ہے، وہ پہاڑوں، سمندروں اور دریاؤں پر حکومت کرتا ہے، وہ انسانوں اور جانوروں پر حکمرانی کرتا ہے، دوسرے دیوتا اس کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں، وہ تمام دیوتاؤں سے برتر خدائے واحد و یکتا ہے، اس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ عظیم تر خدائے واحد کا مرتبہ رکھتا ہے[1]۔

وِشوکرمنؔ پوری کائنات کا خالق ہے، وہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا ہے، وہ کائنات کا خلاق و معمار ہے، وہ سب کا محافظ و نگراں ہے، اس کی آنکھیں ہر طرف ہیں، اس کا چہرہ ہر طرف ہے، وہ بہت سے ہاتھ اور پیر رکھتا ہے، وہ ایک خدا ہے[2]۔

ایک کائناتی شخصیت (پرم پرش) ہے جس کے ہزار سر، ہزار آنکھیں اور ہزار پیر ہیں، وہ پوری کائنات میں جاری و ساری ہے اور اس سے ماورا ہے جو کچھ موجود ہوتا ہے، موجود ہوا ہے اور موجود ہوگا، اس مافوق شخصیت میں موجود ہوتا ہے، وہ حیاتِ جاودانی کا مالک ہے، اس پر اعمال کے ثمرات (کرم کے پھلوں) کا اثر نہیں ہوتا۔ پوری کائنات اس کے وجود کا چوتھائی حصہ ہے بقیہ تین چوتھائی حصہ آسمانی حیاتِ جاودانی میں ہے[3]۔ پرم پُرش ماورائے کائنات بھی ہے اور محیطِ کل بھی، وہ (کل) کائنات میں جاری و ساری اور محیط ہے۔ وہ اس سے ماورا ہے اور اپنی جاودانی کبریائی میں کائنات سے پرے

---

[1] رگ وید ۱۰-۱۲۱، ۱۰-۱ [2] رگ وید ۱۰-۸۱-۲-۴ [3] رگ وید ۱۰، ۹۰، ۱، ۳

رہتا ہے ..... یہ رگ وید کے موحدانہ رجحانات ہیں۔

توحید وحدۃ الوجود تک لے جاتی ہے۔ ایک حقیقت تصور کی گئی جو مختلف طریقوں سے اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے۔ ایک ہی حقیقت ہے جسے رشی مختلف ناموں سے پکارتے ہیں، وہ اُسے اگنی، یم ماترشون کہتے ہیں[۱] وہ ایک ہے، شخصی نہیں ہے، وہ نر ہے نہ مادہ، وہ جنس نہیں رکھتا، وہ ایک غیر شخصی اصول ہے، اس کے سوا کوئی شے موجود نہیں ہے[۲] ..... اُپنشدوں میں بھی 'واحد' (تد اکم) آتما یا برہم خیال کیا گیا ہے[۳]"

یہ ہیں تخلیقِ کائنات اور خالقِ کائنات کے بارے میں ویدوں کے مختلف تصورات، جو شرک سے شروع ہو کر وحدۃ الوجود پر ختم ہوتے ہیں۔

ویدانتی تصوّر

اُپنشد وید کا آخری حصّہ شمار ہوتے ہیں، اسی لئے انھیں ویدانت کہا جاتا ہے۔ خدا۔ خالق کائنات کے بارے میں اُپنشدوں کا کیا تصوّر ہے؟ اس کا کبھی کوئی جواب ممکن نہیں کیونکہ اُپنشد مختلف و متضاد خیالات سے بھرے ہوئے ہیں، اُپنشدوں میں کیا ہے، اس کا ہلکا سا اندازہ آپ کو ہندومت کے مشہور محقق سوامی وویکانند کے بیان سے ہو سکے گا، وہ فرماتے ہیں۔

" ہندوستانی مذاہب عجیب و غریب ابتدا اختیار کرتے ہیں .... اولین مرحلے میں تخلیق کا نظریہ سامنے آتا ہے جو بڑا ہی عجیب و غریب ہی تخلیق کا نظریہ یہ ہے کہ پوری کائنات خدا کی مرضی سے عدم محض سے پیدا کی گئی ہے اگلے

---

[۱] اکم ست وپرا بہدا وَدنتی 'اگنم' یمم' ماترشوانم' (رگ وید' ۱۔ ۱۶۴۔ ۴۶)

[۲] رگ وید' ۱۰۔ ۱۲۹۔ ۱، ۲ [۳] ہپ جلد ۲ صفحہ ۴۱۸ - ۴۲۴۔

مرحلے میں اس نظریہ پر اعتراض ہو جاتا ہے کہ عدم سے وجود کس طرح پیدا ہو سکتا ہے؟ ...... فطری طور پر یہ نظریہ کہ کائنات عدم محض سے پیدا کی گئی ہے رد کر دیا گیا ...... ایک حل یہ سامنے آیا کہ مادہ، خدا اور رُوح تینوں ازلی و ابدی ہیں ...... ویدانت کے فلسفہ کی رُو سے جیو دائمی ہے جیسے کہ خدا دائمی ہے، فطرت (مادہ) بھی دائمی ہے مگر وہ بدلتی رہتی ہے، ساری فطرت جو کروڑہا کروڑ روحوں پر مشتمل ہے، خدا کی مرضی کے تحت ہے، خدا ہر چیز میں سرایت کیے ہوئے ہے، عالم کُل ہے اشکال کے بغیر ہے، ہر جگہ ہے اور وہ فطرت کے ذریعہ دن رات کام کرتا ہے ..... کوئی شخص خدا نہیں بن سکتا ....

اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم خدا ہو تو یہ کلمۂ کفر ہے ...... اس کے بعد اس سے اونچا ویدانتی فلسفہ آتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا، اگر تم کہتے ہو کہ خدا ہے جو لا محدود ہستی ہے، رُوح ہے اور وہ بھی لا محدود ہے اور فطرت بھی لا محدود ہے تو تم لا محدودیتوں کو بغیر کسی تحدید کے بڑھاتے چلے جاؤ گے اور یہ صراحتاً مہمل ہے - تم اس طرح ساری منطق کو ختم کر دو گے ......

خدا اس کائنات کو خود اپنے وجود سے ظاہر کرتا ہے ..... پوری کائنات جو تمام فطرت اور ارواح کی غیر محدود باڈی پر مشتمل ہے خدا کی غیر محدود باڈی ہے، وہ تنہا غیر متغیر ہے لیکن فطرت متغیر ہوتی ہے اور رُوح بھی متغیر ہوتی ہے ...... پہلے نظریہ کو ثنویت (دویت واد) کے نام سے پکارتے ہیں .... اور اُسے محدود وحدت الوجود کہتے ہیں .... اب بہت عمدہ سوال اُبھرتا ہے۔ اگر خدا کائنات بن جاتا ہے تو آپ اور یہ تمام چیزیں

خدا ہیں ...... کیا خدا کروڑوں روحوں میں تقسیم ہوگیا ہے .... لامحدود ہستی کو تقسیم کرنا ناممکن ہے ...... اگر وہ کائنات بن گیا تو وہ تغیر پذیر ہے تو فطرت کا جز ہے اور جو فطرت ہے اور تغیر پذیر ہے وہ پیدا ہوتا اور مرتا ہے .... تو وحدت الوجودی (ادویت وادی) کہتے ہیں ، کائنات سرے سے موجود ہی نہیں ہے ، یہ سب فریب ہے ، یہ دیو، دیوتا فرشتے ، تمام چیزیں جو پیدا ہوتی ہیں اور مرتی ہیں ، روحوں کی لامحدود تعداد جو آتی اور جاتی ہے ، یہ سب خواب ہیں ، کوئی جیو موجود نہیں ہے ...... صرف ایک لامحدود ہستی موجود ہے . جس طرح پانی کے مختلف قطعات میں ایک ہی سورج منعکس ہوکر بہت سے سورجوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے .... اسی طرح یہ جیو مختلف دماغوں کے انعکاسات ہیں .... خدا ان مختلف جیووں میں منعکس ہے ..... یہ تمام پیدائش اور آواگون ، یہ آنا جانا ، یہ سب 'مایا' کا فریب ہے -

(HINDUISM P. 61-64)

ڈاکٹر جادوناتھ سہانے اپنشدوں کے فلسفہ پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ، ہم یہاں اس کا صرف ایک مختصر اقتباس دیتے ہیں ، وہ بحث کی اس طرح ابتدا کرتے ہیں :-

" رگ وید میں جس وحدت الوجود کی طرف اشارات ہیں ، وہ ارتقا پاکر اپنشدوں میں عینی وحدت الوجود کی شکل اختیار کر گیا ہے جس کی رو سے برہم لامحدود ، ازلی و ابدی ، ہر جگہ موجود ، ہمہ داں ، خالص روح

اور آخری حقیقت ہے، زمانی، مکانی، تغیر پذیر کائنات اُسی لامحدود اور غیر فانی روح کا ظہور ہے۔ برہم اُس میں جاری و ساری ہے۔ وہ اُسی کے نور سے روشن ہے وہ برہم کی عظمت و کبریائی کا مظاہرہ ہے، بعض اوقات اُسے (کائنات کو) محض ایک نمود، ایک نام اور ایک شکل خیال کیا جاتا ہے، وہ برہم کا محض ایک پرتو ہے جو ایک ہے، دو نہیں، غیر منقسم ہے اور خاص الٰہی ہے۔ برہم لازمان لامکان اور غیر متغیر ہے۔ وہ غیر شخصی ماورا، ناقابل تعریف، ناقابل فہم اور ناقابل ادراک ہے، برہم کو بعض اوقات ماورا اور محیطِ کل سمجھا گیا ہے، ماورائی برہم غیر کائناتی (نشپرپنکا) صفات سے مبرا (نرگن) اور بلند تر (پَرا) برہم ہے۔ محیطِ کل برہم کائناتی (سپرپنکا) کم تر (اپَرا) برہم ہے جو صفات سے متصف ہے اور کائنات سے متعلق ہے۔ پَرا برہم غیر شخصی اور غیر متعین حقیقتِ مطلقہ — آخری حقیقت ہے۔ اپَرا برہم شخصی خدا (ایشورا) ہے، جو کائنات کا خالق، محافظ اور فنا کرنے والا، ارواح اور کائنات کا برحق حاکم اور داخل سے اُس پر کنٹرول کرنے والا ہے۔ ایشور کرم کے قانون کا خداوند ہے۔ انفرادی روحوں کو بعض اوقات برہم کے اجزا خیال کیا جاتا ہے جو اس کی ہم سرشت ہیں اور جنہیں اس سے رہنمائی ملتی ہے:۔ (A HISTORY OF INDIAN PHILOSOPHY VL-1 P.1-5)

اس مختصر سے اقتباس سے آپ اُپنشد کے پُر پیچ فلسفہ کا اندازہ اور اس بات کا ہلکا سا تصور قائم کر سکتے ہیں، کہ تخلیق کائنات اور خالق کائنات کے متعلق اپنشد

کے تصورات کیا ہیں۔

منوسمرتی
منوسمرتی ہندو قانون کی بنیادی اور مسلم کتاب ہے۔ اس کتاب کا پہلا باب پیدائش عالم سے متعلق ہے، اس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

"یہ سب جگت پہلے پرکرتی (فطرت) میں لین تھا، اس کا کچھ نشان نہ تھا نہ دلیل سے اُسے معلوم کیا جا سکتا تھا، خواب کی سی حالت میں تھا، اس کے بعد پوشیدہ ولازوال قوت رکھنے والا اور اندھکار کا ناش کرنے والا پرمیشور پرماتما عناصر وغیرہ کو ظاہر کرتا ہوا ظاہر ہوا اور اُس کے دل میں یہ خواہش ہوئی کہ اپنے بدن سے ایک قسم کی خلقت پیدا کرنا چاہیے، تو اُس نے پہلے پانی کو پیدا کیا، پھر اُس پانی میں بیج ڈالا تب وہ بیج مثل طلا و آفتاب کے بصورت بیضہ بن گیا، پھر اُس بیضہ سے برہما جو تمام مخلوقات کے پیدا کرنے والے ہیں، آپ سے آپ پیدا ہوئے ......
برہما نے اُس انڈے میں ایک برس تک رہ کر اور پرماتما کا دھیان کر کے اُس انڈے کے دو ٹکڑے کئے، دو ٹکڑوں سے برہما نے سورگ (بہشت) اور پرتھوی (زمین) کو بنایا، پھر اُن دونوں کے بیچ آکاش، آٹھوں سمت اور ساکن سمندر بنایا..... پھر پرماتما نے سب جیووں کا نام اور کرم علیحدہ علیحدہ جس کا جیسا پیدائش سے پہلے تھا ویسا ہی وید شبد سے جان کر بنایا پھر پربھو یعنی برہما دیوتاؤں کو اور جڑ پدارتھوں اور سوکشم ستیہ یگیہ کو پیدا کیا، پھر یگیہ سدھ ہونے کے لئے اگنی سے رگ وید، وایو سے یجر وید اور سورج سے سام وید نکالا..... دنیا کی ترقی کے لئے منہ سے براہمن کو

باہو سے چھتری کو، ران سے ویش کو اور پاؤں سے شودر کو پیدا کیا۔ پھر
برہما جی نے اپنے تپ کے دو حصے کیے۔ نصف سے صورت مرد اور
نصف سے صورت عورت ہوئی۔ ان دونوں کے ملنے سے براٹ شخص کو
پیدا کیا۔ منوجی کہتے ہیں کہ اس شخص براٹ نے عبادت کر کے دس رشیوں کو جو
پرجاپتی ہیں پیدا کیا۔ ان رشیوں نے سات بڑے پرجاپتی منوؤں کو اور دیوتاؤں
کے مقامات یعنی سورگ اور مہا پرتاپی بڑے بڑے رشیوں کو بنایا۔۔۔ جب
تک برہما جی جاگتے رہتے ہیں تب تک یہ جگت دکھلائی پڑتا ہے اور جب تک
وہ شانت پرش یعنی برہما جی سو جاتے ہیں تب پرلے (قیامت) ہو جاتی ہے
...... اسی طرح برہما جی جاگنے اور سونے سے تمام ساکن متحرک یا جانداروں کو بار
بار جلاتے اور مارتے ہیں...... اس طرح سمپورن جگت کی یکت کے لئے اس
سب سے بڑے صاحب جلال و کمال برہما نے منہ، باہو، جانگھ اور چرن سے
پیدا ہوئے چاروں ورنوں کے کرم الگ الگ مقرر کیے... شودر کے لئے ایک ہی
کرم پربھو نے ٹھہرایا یعنی صدق دل سے ان ورنوں کی خدمت کرنا......
پرمیشور نے دھرم کے خزانے کی حفاظت کے واسطے برہمن کی صورت میں نزول
فرمایا۔ جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب گویا براہمنوں کی ملکیت ہے کیونکہ وہ برہما
کے منہ سے پیدا اور سب سے افضل ہے۔" (ادھیائے ۱-۵ تا ۱۰۰)

اس عبارت سے یہ واضح ہے کہ کائنات کے خالق کئی ہیں جو سب کے سب
مخلوق ہیں، تخلیق میں سخت محنت، اور شدید ریاضت کرنا پڑتی ہے۔ خالق اعظم برہما
جب تک جاگتے رہتے ہیں، دنیا قائم و دائم رہتی ہے اور جب وہ سو جاتے ہیں قیامت

برپا ہوتی ہے اور ایسا بار بار ہوتا ہے، برہما نے خود اپنے بدن سے کائنات کو بنایا اور آریہ نسل کی مختلف ذاتیں برہما کے مختلف اعضا سے بنی ہیں، برہمن منہ سے اور شودر پیر سے۔ برہمن ان سب میں افضل ہے کیونکہ وہ برہما کے منہ سے پیدا ہوا ہے بلکہ برہما نے اس کی صورت میں خود نزول فرمایا ہے۔

پُران پُرانوں میں تخلیقِ کائنات کے تفصیلی اور بے حد عجیب قصے مذکور ہیں جو ہر پُران میں دوسرے پُران سے مختلف بلکہ متضاد ہیں اور یہ سارے ایک ہی شخص وید ویاس کی تصنیف بتائے جاتے ہیں۔ سوامی دیانند سرسوتی فرماتے ہیں:۔

"شِو پُران والوں نے شِو سے، وِشنو پُران والوں نے وِشنو سے، دیوی پُران والوں نے دیوی سے، گنیش کھنڈ والوں نے گنیش سے، سورج پُران والوں نے سورج سے اور وایو پُران والوں نے وایو سے دنیا کی پیدائش و فنا کا حال لکھ کر پھر ایک ایک سے دوسرے سب مخالف خالقوں کی پیدائش لکھی ہے اگر کوئی یہ پوچھے کہ دنیا کا پیدا، قائم اور فنا کرنے والا پیدا ہو سکتا ہے یا جو پیدا ہوا ہے وہ کبھی دنیا کی پیدائش کا سبب اولیٰ ہو سکتا ہے تو سوائے چُپ رہنے کے کچھ بھی جواب نہ دیں گے اور اگر ان سب کے وجود کی پیدائش بھی اسی سے ہو تو وہ خود مخلوق اور محدود ہونے سے دنیا کے خالق کیونکر ہو سکتے ہیں؟ اور علاوہ بریں انھوں نے دنیا کی پیدائش بھی مختلف طور پر مانی ہے جو کہ بالکل ناممکن ہے۔" (ستیارتھ پرکاش باب ۱۱، صفحہ ۴۳۴، اردو ایڈیشن)

واضح رہے کہ آریہ سماج اور اس کے بانی سوامی دیانند سرسوتی پُرانوں کو

تسلیم نہیں کرتے بلکہ اُن کے شدید ناقد ہیں۔ لیکن ہندوؤں کی عظیم ترین اکثریت پُرانوں کی معتقد ہے۔ پُرانوں میں تخلیق کائنات کا کیا نقشہ پیش کیا گیا ہے، سوامی دیانند کی زبانی سُنئے :-

" دیکھو دیوی بھگوت پُران میں لکھا ہے کہ، شری" نام والی ایک دیوی شری پور کی رانی ہے، اُس نے ساری دنیا کو پیدا کیا ہے، اور برہما، وشنو اور مہادیو (شیو) کو بھی اُسی نے بنایا ہے۔ جب اُس دیوی کی خواہش یہ ہوئی کہ میں دُنیا کو پیدا کروں تو اُس نے اپنا ہاتھ گھسا، اُس کے ہاتھ میں ایک چھالا نمودار ہوا، اُس میں سے برہما پیدا ہوا، برہما سے دیوی نے کہا کہ تو مجھ سے بیاہ کر، برہما نے کہا تو میری ماں ہے، میں تجھ سے بیاہ نہیں کر سکتا، یہ سُن کر ماں کو غصہ آیا اور لڑکے کو اپنی قدرت سے جلا کر خاک کر ڈالا اور پھر اسی طرح سے اپنے ہاتھ کو گھسا کر دوسرا لڑکا پیدا کیا، اُس کا نام وِشنو رکھا، دیوی نے اُس سے بھی اسی طرح کہا، وشنو نے نہ مانا تو اس کو بھی خاک کر ڈالا، پھر اسی طرح تیسرا لڑکا پیدا کیا، اُس کا نام مہا دیو رکھا اور اُس سے کہا کہ تو مجھ سے بیاہ کر، مہا دیو بولا میں تجھ سے بیاہ نہیں کر سکتا، اگر تو مجھ سے بیاہ کرنا چاہتی ہے تو کسی اور عورت کی شکل اختیار کر، دیوی نے ایسا ہی کیا، تب مہادیو نے پوچھا کہ یہ دونوں جگہوں پر خاک کیسی پڑی ہے؟ دیوی نے کہا یہ دونوں تیرے بھائی ہیں، انھوں نے میرا حکم نہ مانا تھا اس لیے خاک کر دیے گئے، مہادیو نے کہا کہ میں اکیلا کیا کروں گا، ان کو بھی زندہ کر اور دو عورتیں پیدا کر

کیونکہ تینوں مردوں کا نکاح تینوں عورتوں سے ہونا چاہیئے ، دیوی نے
ایسا ہی کیا پھر تینوں مردوں کا بیاہ تینوں عورتوں سے ہوگیا"
(ستیارتھ پرکاش، باب ۱۱)

اب بھاگوت پران کا تصویر تخلیق ملاحظہ ہو :-

" بھاگوت پران میں ہے کہ وشنو کی نات سے کنول ، کنول سے برہما ،
برہما کے داہنے پیر کے انگوٹھے سے سوایمبھو ، بائیں انگوٹھے سے
ست روپا رانی ، چہرہ سے رُدر مریچ وغیرہ دس لڑکے پیدا ہوئے ،
اُن سے دس پرجاپتی ، اُن کی تیرہ ۱۳ لڑکیوں کا بیاہ کشیپ سے ، ان
میں سے دِتی سے دیو ، دِنو سے راکھشش ، ادیتہ سے ادیتہ ، دِنتا
سے پرند ، کودر سے سانپ ، سرما سے کتے ، گیدڑ وغیرہ اور دوسری
بیویوں سے ہاتھی ، گھوڑے ، اونٹ ، گدھے ، بھینسے ، گھاس ،
پھوس ، ببول وغیرہ درخت کانٹوں سمیت پیدا ہوگئے "
(ستیارتھ پرکاش باب ۱۱)

شو پران کا تصور تخلیق بھی ملاحظہ ہو :-

" شو پران میں لکھا ہے کہ جب شو نے خواہش کی کہ میں دنیا کو پیدا
کروں تو ایک نارائن نامی تالاب پیدا کیا ، اس کی ناف سے کنول
اور کنول سے برہما پیدا ہوا ، جب اس نے دیکھا کہ سب طرف تری
ہی تری ہے تو اس نے پانی کو مٹھی میں بھر کر پانی میں پھینکا ، اس
میں سے بُلبلہ اُٹھا اور بلبلہ سے ایک پُرش (آدمی) پیدا ہوا ۔ اس نے

برہما سے کہا کہ اے بیٹا! دنیا پیدا کر، برہما نے اُس سے کہا کہ میں تیرا بیٹا نہیں بلکہ تو میرا بیٹا ہے۔ اس پر اُن میں جھگڑا ہوا اور دونوں پانی پر (دیوتاؤں کے) ہزار برس تک لڑتے رہے۔ اب مہادیو نے سوچا کہ جن کو میں نے خلقت پیدا کرنے کے لئے بھیجا تھا وہ تو دونوں آپس میں لڑ رہے ہیں، پھر اُن دونوں کے بیچ میں سے ایک نورانی لنگ[1] پیدا ہوا جو جلد ہی آسمان تک چلا گیا، اس کو دیکھ کر دونوں حیران ہو گئے، سوچنے لگے کہ اس کی ابتدا و انتہا معلوم کرنی چاہیئے، جو ہم میں سے اس کی ابتدا و انتہا کا پتہ لے کر پہلے آوے وہ باپ اور جو بعد میں آئے وہ بیٹا کہلائے۔ وشنو بچھوے کا روپ دھارن کر کے نیچے کو چلا اور برہما ہنس کا جسم دھارن کر کے اوپر کو اُڑا، دونوں من کی پوری تیز رفتاری سے چلے۔ دیوتاؤں کے ہزاروں سال دونوں چلتے رہے تو بھی لنگ کی انتہا نہ پا سکے، تب نیچے سے اُوپر کو وشنو نے اور اُوپر سے نیچے کو برہما نے سوچا کہ اگر وہ انتہا معلوم کر آیا ہو گا تو مجھے لڑکا بننا پڑے گا، ایسا سوچ رہا تھا کہ اُسی وقت ایک گائے اور کیتکی کا ایک درخت اُوپر سے اُتر آیا، اُن سے برہما نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے، انھوں نے کہا کہ ہم ہزاروں سال سے اس لنگ کی جڑ سے چلے آتے ہیں۔ برہما نے پوچھا کہ اس لنگ کی تھاہ ہے یا نہیں، انھوں نے کہا نہیں، برہما نے اُن سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو اور ایسی گواہی دو کہ میں اس لنگ

---

[1] عضوِ تناسل۔

کے سر پر دودھ کی دھارا برساتی تھی اور درخت کہے کہ میں پھول برساتا تھا ایسی گواہی دو تو میں تم کو ٹھکانے پر لے چلوں، انھوں نے کہا کہ ہم جھوٹی گواہی نہ دیں گے۔ تب برہما غصہ ہو کر بولا، گواہی نہ دو گے تو میں ابھی تم کو بھسم کر دوں گا، تب دونوں نے ڈر کر کہا کہ جیسا تم کہتے ہو ویسے ہی ہم گواہی دیں گے، تب تینوں نیچے کی طرف چلے، وِشنو پہلے ہی آ گئے تھے، برہما بھی پہنچا، وِشنو سے پوچھا کہ تو تھاہ لے آیا کہ نہیں، تب وِشنو بولا کہ مجھ کو اس کی تھاہ نہیں ملی، برہما نے کہا کہ میں لے آیا ہوں۔ وِشنو نے کہا کوئی گواہی دو، تب گائے اور درخت نے گواہی دی کہ ہم دونوں لنگ کے سر پر تھے، تب لنگ میں سے آواز آئی اور درخت کو شراپ (بد دعا) دی کہ چونکہ تو جھوٹ بولا اس لئے تیرا پھول دنیا میں مجھ پر یا کسی دیوتا پر کبھی نہیں چڑھے گا اور جو کوئی چڑھائے گا اس کا ستیاناس ہو جائے گا اور گائے کو یہ شراپ دیا کہ جس منہ سے تو جھوٹ بولی اس سے گندگی کھایا کرے گی، تیرے منہ کی پوجا کوئی نہیں کرے گا، ہاں پونچھ کی کریں گے، اور برہما کو یہ شراپ دیا کہ تو چونکہ جھوٹ بولا اس لئے دنیا میں تیری پوجا کبھی نہیں ہوگی اور وِشنو کو یہ وَر (دعا) دیا کہ تو سچ بولا اس لئے تیری پوجا ہر جگہ ہوگی۔ بالآخر دونوں نے لنگ کی تعظیم کی، اس سے خوش ہو کر لنگ میں سے ایک جٹا دھاری مورتی نکل آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تم سے تخلیق کرنے کے لئے کہا تھا، لڑنے جھگڑنے میں کیوں

لگے رہے؟ برہما اور وشنو نے کہا کہ ہم بغیر سامان کے تخلیق کہاں سے کریں؟ تب مہادیو نے اپنی جٹا میں سے راکھ کا ایک گولا نکال کر دیا کہ جاؤ اس میں سے ساری خلقت بناؤ (ستیارتھ پرکاش باب ۱۱)

اس سے معلوم ہوا کہ شو نے برہما کو پیدا کیا اور برہما نے وشنو کو پھر برہما اور وشنو میں ہزاروں سال جنگ ہوتی رہی جسے چکانے کے لئے لنگ نمودار ہوا، جس سے نمٹنے کے لئے برہما کو ہزارہا سال لگانے پڑے اور جھوٹ بھی بولنا پڑا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ برہما ۔ خالقِ کائنات ۔ کو معبودیت کے مقام سے اُتار دیا گیا اور وشنو قابلِ پرستش ٹھہرے۔

اب "ناردوشنو پران"[1] سے تخلیق کے آغاز کا کچھ حال سنئے :۔

"ناروجی نے پوچھا، سنک جی! ازلی وابدی بھگوان وشنو نے ازل میں برہما وغیرہ کو کس طرح پیدا کیا؟ یہ بات مجھے بتایئے، کیونکہ آپ سب کچھ جانتے ہیں۔ شری سنک جی نے کہا ..... : پہلے بھگوان نے اپنے داہنے حصہ سے جگت کو پیدا کرنے والے پرجاپتی برہما جی کو ظاہر کیا، پھر اپنے بیچ کے حصے سے جگت کو فنا کرنے والے رُدر نام کے شو کو ظاہر کیا ساتھ ہی اس دنیا کو پرورش کرنے کے لئے اُنھوں نے اپنے بائیں حصے سے لافانی بھگوان وشنو کو ظاہر کیا، پیدائش اور موت سے مبرا، ان ازلی وابدی دیوتا پرماتما کو کچھ لوگ شو نام سے پکارتے ہیں کوئی سدا ستیہ رُوپ وشنو کہتے ہیں اور کچھ لوگ انھیں برہما کہتے ہیں۔ بھگوان

---

[1] اٹھارہ پُرانوں میں سے چھ پران زیادہ اہم مانے گئے ہیں اُن میں سے ایک "ناردوشنو پُران" ہے

وِشنو کی جو بڑی شکتی ہے وہی سارا کام کرنے والی ہے جس کا رُوپ یہ سارا جگت ہے۔" (نارو وِشنو پُران انک گیتا پریس، صفحہ ۲۲۳)

گویا وِشنو اصل ہیں اور برہما، شیو اور خود وِشنو ان کی مخلوقات، جن میں سے برہما خالقِ کائنات ہیں، وِشنو پروردگار ہیں اور شیو فنا کرنے والے۔

آریہ سماجی تصوّر

آریہ سماج اور اس کے بانی پُرانوں کے منکر ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ ان کے تصوّر تخلیق کو بھی ساتھ ہی سمجھ لیا جائے، سوامی دیانند سرسوتی فرماتے ہیں:۔

"سوال:۔ یہ عالم پرمیشور سے پیدا ہوا ہے یا کسی اور سے؟

جواب:۔ نمت کارن (علت فاعلی) پرماتما سے پیدا ہوا ہے لیکن اس کی علت مادّی، مادّہ ہے۔

سوال:۔ کیا مادہ پرمیشور نے نہیں پیدا کیا؟

جواب:۔ نہیں، وہ انادی (ازلی) ہے..... ایشور، جیو اور عالم کی علتِ مادّی، یہ تینوں چیزیں ازلی ہیں...... مادّہ، جیو اور پرماتما تینوں غیر مخلوق ہیں، یعنی یہی تینوں چیزیں ساری کائنات کی علت ہیں لیکن ان کی کوئی علت نہیں۔ (ستیارتھ پرکاش ۸)

اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے سوامی جی فرماتے ہیں:۔

سوال:۔ عالم کی علتیں کتنی قسم کی ہیں؟

جواب:۔ تین، ایک نمت (علت فاعلی)، دوسرا اُپادان (علتِ مادّی) تیسرے سادھارن (علتِ عام) علتِ فاعلی اُسے کہتے ہیں جس کے بنانے

سے کچھ بنے، نہ بنانے سے بنے، آپ خود نہ بنے، دوسرے کو کچھ بنا دے،
دوسری علّتِ مادی اُسے کہتے ہیں جس کے بغیر کچھ نہ بنے، وہی دوسری حالت
میں تبدیل ہو کر بنے بھی اور بگڑے بھی، تیسری علّتِ عامہ جو بننے کا ذریعہ
اور عام باعث ہو علّتِ فاعلی کی دو قسمیں ہیں ۱۔ ایک سارے عالم کو علّت
سے بنانے، قائم اور فنا کرنے اور سب کو اپنے آئین کے اندر رکھنے
کی خاص علّتِ فاعلی پرماتما ہے، دوسرا پرمیشور کی مخلوق میں سے اشیاء
لے کر کئی طرح کی اقسام کی معلول بنانے کی عام علّت فاعلی جیو ہے۔ علّتِ
مادی (مادہ، ذرات) جس کو سارے عالم کے بنانے کا ذریعہ کہتے ہیں، وہ
بے جان ہونے کی وجہ سے آپ نہ کچھ بن اور نہ بگڑ سکتا ہے بلکہ دوسرے
کے بنانے سے بنتا اور بگاڑنے سے بگڑتا ہے .... لیکن ان کا
قاعدہ کے بموجب بننا اور بگڑنا پرمیشور اور جیو کے اختیار میں ہے، کسی
شے کے بناتے وقت علم، معائنہ، قوت، ہاتھ وغیرہ کئی قسم کے شکل والے
وسائل جو عمل میں لائے جاتے ہیں اور (بے شکل) آکاش علّتِ عامہ
ہے۔ جیسے گھڑے کی ... علّتِ فاعلی اس کا بنانے والا کمہار
اور مٹی علّتِ مادی ہے اور ڈنڈ چکر وغیرہ معمولی علّتِ آلی۔ مقام،
وقت، آکاش، روشنی، آنکھ، ہاتھ، علم، حرکت وغیرہ علّتِ عامہ
اور علّتِ فاعلی بھی ہوتے ہیں، اِن تینوں علّتوں کے بغیر کوئی بھی
چیز نہیں بن سکتی ہے۔" (ستیارتھ پرکاش باٹ)

چند صفحے آگے چل کر وہ مزید فرماتے ہیں:۔

سوال:۔ کیا بغیر علت کے پرمیشر معلول کو نہیں بنا سکتا؟
جواب:۔ نہیں، کیونکہ جس کی نیستی ہے، یعنی موجود نہیں اُس کی ہستی ہوجانا ناممکن ہے..... کسی کام کے آغاز کے وقت سے پہلے تینوں باعث ضرور ہوتے ہیں مثلاً کپڑا بنانے سے پہلے جولاہا، روئی کا سوت اور نالی وغیرہ موجود ہوں تو کپڑا بنتا ہے۔ اسی طرح جہان کی آفرینش کے پہلے پرمیشور، مادّہ، وقت، آکاش اور جیو، جو سب ازلی ہیں، موجود ہوں تو اس جہان کی پیدائش ہوسکتی ہے، اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو جہان بھی نہ ہو" (ستیارتھ پرکاش، باب۸)

اس تصور میں قادر مطلق خدا کو مجبور و محتاج مخلوق پر قیاس کیا گیا ہے۔ عدم سے وجود میں لانا کسی مخلوق کے بس میں نہیں، جس طرح خام مواد اور آلات کے بغیر کاریگر مصنوعات نہیں بنا سکتا اسی طرح خدا بھی مادّہ، روح، وقت اور آکاش کے بغیر کائنات کی تخلیق نہیں کرسکتا۔

اِس نظریہ کی رُو سے خدا خالق تو کیا، لاشریک صانع بھی نہیں ٹھہرتا، علت فاعلی یا صانع خدا بھی ہے اور رُوح بھی اور دونوں کی شرکت سے کائنات اور اس کی چیزیں بنتی یا بگڑتی ہیں، بلکہ سوامی جی تو وقت اور آکاش وغیرہ کو بھی علتِ عامہ کے ساتھ علتِ فاعلی بھی مانتے ہیں، اس طرح تو کائنات کے بہت سے صانع ہوگئے

ایک اور چیز جو اس نظریہ میں مسلمہ کے طور پر مان لی گئی ہے وہ مادّہ، رُوح، وقت اور آکاش وغیرہ کا ازلی ہونا ہے، حالانکہ ان میں سے کسی بھی چیز کے ازلی ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے، یہی نہیں، سوامی دیانند سرسوتی فرماتے ہیں:۔

سوال :۔ ایشور نے کئی ایک جیوں کو انسان کئی ایک کو شیر وغیرہ خونخوار حیوانات کا، کئی ایک کو ہرن گائے وغیرہ چوپاؤں کا کئی ایک کو درخت وغیرہ کا کیڑے مکوڑوں کا جنم دیا ہے اس سے پرماتما میں طرف داری آتی ہے۔

جواب :۔ طرف داری نہیں آتی کیونکہ ان جیووں کے پہلے پیدائش میں کئے ہوئے اعمال کا اگر لحاظ کئے بغیر جنم دیتا تو طرفداری ہوتی"

(ستیارتھ پرکاش باب ۸)

یہ ایک چیز کے بے شمار جنموں ۔ آواگون ۔ کا نظریہ نہ صرف یہ کہ اپنی پشت پر کوئی ثبوت نہیں رکھتا بلکہ خدا کو خود مختار صانع بھی نہیں رہنے دیتا، اسے ماننے کے بعد خدا خانہ پُری کا صانع رہ جاتا ہے جس کا کام جیو کی شرکت سے ہر وجود کو پچھلے اعمال کے مطابق نیا مادی قالب بخش دینا ہے اور بس! یہ بعینہ جین مت کا تصور ہے جسے ماننے کے بعد خالق کائنات کو تسلیم کرنا بے جوڑ سا معلوم ہوتا ہے اور سُنئے :۔

سوال :۔ کہیں آفرینش کا آغاز بھی ہے یا نہیں؟

جواب :۔ نہیں، جس طرح دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن اور دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن برابر چلا آتا ہے اسی طرح پیدائش کے پہلے قیامت اور قیامت سے پہلے پیدائش اور اسی طرح پیدائش کے بعد قیامت اور قیامت کے بعد پیدائش ہے ازل سے یہی چکر چل رہا ہے اس کا آغاز یا انجام نہیں ....

کیونکہ جس طرح تینوں، پرماتما، جیو اور جہان کی علت مادی اپنی ذات سے ازلی ہیں، اِسی طرح عالم کی پیدائش، قیام اور موجودگی پرواہ (تسلسل) سے اناوی ہیں۔" (باشا)

گویا بلا کسی ثبوت کے کائنات کا آواگون بھی مان لیا گیا۔

یہ ہیں تخلیق کائنات کے متعلق ہندوؤں کے مختلف طبقات کے مختلف تصوّرات!

سکھ مت کا تصوّر

سکھ مت کے بانی گورو نانک اسلام کے تصوّر توحید سے متاثر ہیں، لیکن اتنے ہی وہ وحدت الوجود کے بھی قائل ہیں، ساتھ ہی ہندو میتھالوجی سے بھی کنارہ کش نہ ہو سکے ہیں اور یہی حال دوسرے سکھ گوروں کا بھی ہے نتیجہ یہ ہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں توحید بھی ہے، وحدۃ الوجود بھی اور ہندو میتھالوجی کے اثرات بھی ہم ذیل میں ایک دو اقتباس دیتے ہیں جن سے تخلیقِ کائنات کے بارے سکھ گوروں کے رجحان کا اندازہ ہو سکے گا۔ گورو گوبند سنگھ جپ جی میں فرماتے ہیں:۔

"خدا ایک ہی ہے، سنیہ ہے، عظیم ہے، داتا ہے، اس کا کوئی چکر نہیں، کوئی نشان نہیں، کوئی رنگ نہیں، کوئی ذات اور سلسلہ نسب نہیں، کوئی شکل، کوئی رنگ، کوئی خاکہ، کوئی طریقہ کسی طرح بھی اسے بیان نہیں کر سکتا، وہ غیر متحرک ہے، بے خوف ہے، روشن

ہے، اُس کی طاقت بے اندازہ ہے، وہ بادشاہوں کا بادشاہ اور لکھوکھا اِندر کا مالک تصوّر کیا گیا ہے وہ تین دنیاؤں کا مقتدرِ اعلیٰ ہے۔" (سکھ ریلیجن، جلد پنجم، صفحہ ۲۶۱)

گورو نانک وار ملہار میں فرماتے ہیں:۔

"تم ہی میز ہو اور تم ہی قلم اور تم ہی تحریر، نانک کہتا ہے، بس تنہا تم ہی ہو، تمہارے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے۔"

(گرنتھ صاحب کا انگلش ترجمہ جلد چہارم صفحہ ۱۲۳۲)

سری راگ میں گورو نانک فرماتے ہیں:۔

"تم ہی بذاتِ خود پانی ہو اور تم ہی بذاتِ خود مچھلی، تم ہی بذاتِ خود جال ہو اور تم ہی نے جال پھینکا ہے۔" (انگلش ترجمہ جلد اوّل صفحہ ۶)

گورو نانک جپ جی میں فرماتے ہیں:۔

"وہ (خدا) شیو ہے، وہ وشنو اور برہما ہے، وہ پاروتی اور لکشمی ہے جو ماں ہے۔" (گرنتھ صاحب کا انگلش ترجمہ جلد اوّل صفحہ ۲)

گرنتھ صاحب راگ گجری میں گورو نانک فرماتے ہیں:۔

"برہما وشنو کی ناف کے کنول سے نکلا اور اپنے گلے کا سُر ٹھیک کرتے ہی ویدوں کا بھجن شروع کر دیا پھر بھی وہ خدا کی انتہا کو نہ دیکھ سکا اور آواگون کی تاریکی میں رہ گیا۔" (سکھ ریلیجن جلد اوّل صفحہ ۳۲۲)

راگ سورٹھ میں ہے:۔

"نانک گورو ہے کیونکہ نانک خود خدا ہے (OUR HERITAGE, P. 65)

گورو گوبند سنگھ چوپائی میں فرماتے ہیں :۔

"جان لو کہ وہ میرا گورو ہے جو خدا کا مجسم ظہور ہے ابتدا سے انتہا تک"

(OUR HERITAGE, P. 50.)

گورو رام داس (چوتھے گورو) کے سویے میں ہے

"اس کی انتہا کو کون جان سکتا ہے، وہ خوف سے پاک اور بے شکل خدا کا مجسم ظہور ہے، صرف وہی ناقابلِ بیان خدا کو بیان کر سکتا ہے۔"

"وہ کون ہے جو زمین و آسمان کو اٹھائے ہوئے ہے، جس نے ہوا، پانی، آگ اور غذا پیدا کی، جس نے ہمیں رات میں چاند تارے اور دن میں سورج عطا فرمایا، جس نے چٹانوں والے مستحکم پہاڑ پیدا کئے اور درختوں کو پھول اور پھل بخشے، فرشتوں اور سات سمندروں کو پیدا کیا اور تینوں دنیاؤں کو سنبھالے ہوئے ہے، اس ہستی کا، جو واحد خدا ہے، دائمی نام گورو امر داس محترم و مقدس ہے" (گرنتھ صاحب انگلش ترجمہ جلد چہارم صفحہ ۱۳۲۶)

یہ اوتار واد کا وہی تصور ہے جو گیتا، رامائن، اور پرانوں میں ہے:

ایس، جودھ سنگھ گرنتھ صاحب کے حوالوں سے خدا کے تصور پر روشنی ڈالتے ہیں :۔

"خدا جیسا کہ گورونانک اور ان کے جانشینوں نے سمجھا اس کائنات کی تمام محسوس اور غیر محسوس اشیاء کا کلی خالق ہے وہ سنسار کو وجود میں لانے کے لیے کسی بھی دوسرے ذریعہ کا محتاج نہیں ہے۔

"تو ہی بذاتِ خود منبر ہے، تو ہی قلم ہے اور تو ہی اس کے اوپر کی تحریر، نانک تنہا ایک ہی کی بات کرو، دوسرے کی اتنان دہی کیوں؟ تو ہی بذاتِ خود ہر جگہ جاری و ساری ہے، تو ہی نے بذاتِ خود کائنات کو بنایا تیرے سوا کوئی اور موجود نہیں ہے،

...... روح (پُرش) اور غیر ذی روح (پرکرتی) کو پیدا کر کے خالق نے خود ہی اپنے آرڈر (حکم) کو نافذ کیا، موجود بالذات خدا پوری تخلیق کے تماشہ کو وجود میں لایا، اس نے تین گنوں کو پیدا کیا اور مایا اور موہ کو تیز کیا، اس نے وشنو کے لاکھوں اوتاروں کو پیدا کیا، لاکھوں کائنات دھرم سکھانے کے لئے اس کے اسکول ہیں، اس نے لکھو کھا شیو کو پیدا اور فنا کیا اور لکھو کھا برہما کو کائنات کی تخلیق پر مقرر کیا، میرا خدا ایسا خداوند ہے؛ میں اس کی صفات بیان نہیں کرسکتا" (گرنتھ صاحب کا انگلش ترجمہ، جلد سوم، دیباچہ، صفحہ ۲)

بائبل کا تصور

بائبل کے عہد نامۂ عتیق OLD TESTAMENT. میں، جو یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کے نزدیک مسلّم اور مقدس صحیفوں کا مجموعہ ہے، پہلی کتاب، کتاب پیدائش ہے۔ تخلیقِ کائنات سے متعلق یہودی اور عیسائی معتقدات کا بنیادی ماخذ یہی کتاب ہے۔ تخلیقِ کائنات کے متعلق اس کتاب میں ہے:-

"خدا نے ابتداء میں زمین و آسمان کو پیدا کیا، اور زمین ویران و

سنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا اور خدا کی رُوح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی اور خدا نے کہا کہ روشنی ہو جا اور روشنی ہو گئی اور خدا نے دیکھا کہ روشنی اچھی ہے اور خدا نے روشنی کو تاریکی سے جُدا کیا اور خدا نے روشنی کو دن کہا اور تاریکی کو رات اور شام ہوئی اور صبح ہوئی، سو پہلا دن ہوا[1]۔ اور خدا نے کہا کہ پانیوں کے درمیان فضا ہو تاکہ پانی، پانی سے جُدا ہو جائے، پس خدا نے فضا کو بنایا اور فضا کے نیچے کے پانی کو فضا کے اوپر کے پانی سے جُدا کیا اور ایسا ہی ہوا اور خدا نے فضا کو آسمان کہا اور شام ہوئی اور صبح ہوئی، سو دوسرا دن ہوا۔ اور خدا نے کہا کہ آسمان کے نیچے کا پانی ایک جگہ جمع ہو تاکہ خشکی نظر آئے اور ایسا ہی ہوا اور خدا نے خشکی کو زمین کہا اور جو پانی جمع ہو گیا تھا اس کو سمندر اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے اور خدا نے کہا کہ زمین، گھاس اور بیج دار بوٹیوں کو اور پھل دار درختوں کو، جو اپنی جنس کے موافق پھلیں اور جو زمین پر اپنے آپ ہی میں بیج رکھیں، اُگائے اور ایسا ہی ہوا، تب زمین نے گھاس اور بوٹیوں کو جو اپنی اپنی جنس کے موافق بیج رکھیں اور پھل دار درختوں کو، جن کے بیج اُن کی جنس میں ہیں، اُگایا[2] اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے اور

---

[1] واضح رہے کہ ابھی سورج کی تخلیق نہیں ہوئی ہے گویا بغیر سورج کے صبح اور شام ہوئی۔
[2] گویا ستاروں اور سورج کی تخلیق اور اُس کی حرارت سے پہلے زمین بھی تھی اور اُس پر نباتات کی روئیدگی بھی شروع ہو چکی تھی۔

شام ہوئی اور صبح ہوئی، سو تیسرا دن ہوا اور خدا نے کہا کہ فلک پر نیر ہوں کہ دن کو رات سے الگ کریں اور وہ نشانوں اور زمانوں اور دنوں اور برسوں کے امتیاز کے لئے ہوں اور وہ فلک پر انوار کے لئے ہوں کہ زمین پر روشنی ڈالیں اور ایسا ہی ہوا۔ سو خدا نے دو بڑے نیر بنائے، ایک نیر اکبر کہ دن پر حکم کرے اور ایک نیر اصغر کہ رات پر حکم کرے اور اُس نے ستاروں کو بھی بنایا اور خدا نے اُن کو فلک پر رکھا کہ زمین پر روشنی ڈالیں اور دن پر اور رات پر حکم کریں اور اُجالے کو اندھیرے سے جُدا کریں اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے اور شام ہوئی اور صبح ہوئی، سو چوتھا دن ہوا اور خدا نے پانی سے کہا کہ جانداروں کو کثرت سے پیدا کرے اور پرندے زمین کے اوپر فضا میں اُڑیں اور خدا نے بڑے بڑے دریائی جانوروں کو اور ہر قسم کے جاندار کو جو پانی سے بکثرت پیدا ہوئے تھے اُن کی جنس کے موافق اور ہر قسم کے پرندوں کو اُن کی جنس کے موافق پیدا کیا اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے اور خدا نے اُن کو یہ کہہ کر برکت دی کہ پھلو اور بڑھو اور ان سمندروں کے پانی کو بھر دو اور پرندے زمین پر بہت بڑھ جائیں اور شام ہوئی اور صبح ہوئی، سو پانچواں دن ہوا۔ اور خدا نے کہا کہ زمین جانداروں کو اُن کی جنس کے موافق چوپائے اور رینگنے والے جاندار اور جنگلی جانور اُن کی جنس کے موافق پیدا کرے اور ایسا ہی ہوا اور خدا نے جنگلی جانوروں اور چوپایوں کو اُن کی جنس کے موافق اور زمین کے رینگنے والے

جانداروں کو اُن کی جنس کے موافق بنایا اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے
پھر خدا نے کہا کہ ہم انسانوں کو اپنی صورت پر اپنی شبیہہ کی مانند[1] بنائیں
اور وہ سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں اور چوپایوں اور تمام زمین اور
سب جانداروں پر، جو زمین میں رینگتے ہیں، اختیار رکھے اور خدا
نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا، خدا کی صورت پر اس کو پیدا
کیا۔ نر و ناری ان کو پیدا کیا اور خدا نے اُن کو برکت دی اور کہا کہ
پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو اور سمندر کی مچھلیوں اور ہوا
کے پرندوں اور کل جانوروں پر، جو زمین پر چلتے ہیں، اختیار رکھو
اور خدا نے کہا کہ دیکھو میں روئے زمین کی کل بیج دار سبزی اور
ہر درخت جس میں اس کا بیج دار پھل ہو۔ تم کو دیتا ہوں، یہ
تمہارے کھانے کو ہوں، اور زمین کے کُل جانوروں کے لئے
اور ہوا کے کل پرندوں کے لئے اور اُن سب کے لئے جو زمین پر
رینگنے والے ہیں، جن میں زندگی کا دم ہے، کل ہری بوٹیاں کھانے
کو دیتا ہوں اور ایسا ہی ہوا اور خدا نے سب پر جو اُس نے بنایا
تھا، نظر کی اور دیکھا کہ بہت اچھا ہے اور شام ہوئی اور صبح ہوئی
سو چھٹا دن ہوا، سو آسمان اور زمین اور اُن کے کل لشکر کا بنانا
ختم ہوا اور خدا نے اپنے کام کو جسے وہ کرتا تھا ساتویں دن ختم کیا
اور اپنے سارے کام سے جسے وہ کر رہا تھا ساتویں دن فارغ ہوا۔
(باب ۱، باب ۲، ۱-۳)

[1] گویا خدا شکل رکھتا ہے اور خدا اور انسان ہم شکل ہیں۔

آخری بات کتاب خروج میں اس طرح ہے :۔

"یاد کرکے تو سبت کا دن پاک ماننا چھ دن تک تو محنت کرکے اپنا سارا کام کاج کرنا لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے اس میں نہ تو کوئی کام کرے نہ تیرا بیٹا، نہ تیری بیٹی، نہ تیرا غلام، نہ تیری لونڈی، نہ تیرا چوپایہ، نہ کوئی مسافر جو تیرے ہاں تیرے پھاٹکوں کے اندر ہو، کیونکہ خداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ اُن میں ہے وہ سب بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔"

(باب ۲۰، ۸-۱۱)

گویا کائنات کو پیدا کرنے میں خدا کو سخت مشقت ہوئی تھی! اس لئے وہ تھک گیا تھا اور اُسے آرام کرنا پڑا۔ اب انسان کی تخلیق کے متعلق چند اقتباس ملاحظہ ہوں۔

"اور خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اُس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا تو انسان جیتی جان ہوا اور خداوند خدا نے مشرق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا اور انسان کو جسے اُس نے بنایا تھا وہاں رکھا اور خداوند خدا نے ہر درخت کو جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے کے لیے اچھا تھا، زمین سے اُگایا اور باغ کے بیچ میں حیات کا درخت اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی لگایا ۔ اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تو نے اُس میں سے کھایا تو مرا.......... تو خداوند خدا نے آدم پر گہری نیند بھیجی اور وہ سو گیا اور اُس نے

اس کی پسلیوں میں سے ایک کو نکال لیا اور اس کی جگہ گوشت بھر دیا
اور خداوند خدا اس پسلی سے جو اُس نے آدم میں سے نکالی تھی ،
ایک عورت بنا کر اسے آدم کے پاس لایا ۔۔۔۔۔ اور سانپ کل
دشتی جانوروں سے جن کو خداوند خدا نے بنایا تھا ، چالاک تھا ۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ عورت نے سانپ سے کہا ۔۔۔ جو درخت باغ کے بیچ میں
ہے اُسکے پھل کی بابت خدا نے کہا ہے کہ تم نہ تو اسے کھانا اور نہ
چھونا ورنہ مر جاؤ گے ۔ تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ
مرو گے بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں
کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن
جاؤ گے ۔ عورت نے ۔۔۔۔۔ اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا
اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور اُس نے کھایا ، تب دونوں کی آنکھیں کھل
گئیں اور اُن کو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں اور انھوں نے انجیر کے پتوں
کو سی کر اپنے لئے لنگیاں بنائیں اور انھوں نے خداوند کی آواز ، جو
ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تھا ، سنی اور آدم اور اس کی بیوی نے آپ کو
خداوند خدا کے حضور سے باغ کے درختوں میں چھپایا ، تب خداوند خدا نے آدم
کو پکارا اور اس سے کہا کہ تو کہاں ہے ؟ اس نے کہا میں نے باغ میں
تیری آواز سنی اور میں ڈرا کیونکہ میں ننگا تھا اور میں نے اپنے آپ کو
چھپایا ، اُس نے کہا تجھے کس نے بتایا کہ تو ننگا ہے ؟ کیا تو نے اُس درخت
کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا[۵] ۔۔۔۔۔

[۵] گویا خدا نے غلط کہا تھا اور سانپ نے صحیح ۔ پھل کھا کر انسان مرا نہیں ، نیک و بد کی پہچان کے قابل ہو گیا ۔

اور خداوند خدا نے کہا دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لیکر کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے، اس لئے خداوند خدا نے اس کو باغ عدن سے باہر کر دیا۔" (پیدائش باب ۲ و ۳)

کتاب پیدائش باب ۶ میں ہے:۔

"جب روئے زمین پر آدمی بہت بڑھنے لگے اور ان کے بیٹیاں پیدا ہوئیں تو خدا کے بیٹوں نے آدمی کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ خوبصورت ہیں اور جن کو انھوں نے چاہا ان سے بیاہ کر لیا ...... بعد میں جب خدا کے بیٹے انسان کی بیٹیوں کے پاس گئے تو اُن کے لئے ان سے اولاد ہوئی۔ یہی قدیم زمانے کے سورما ہیں جو بڑے نامور ہوئے ہیں۔"

(آیت ۱، ۲، ۴)

گویا خدا کے بھی بیٹے ہیں اور وہ بنت حوا سے شادیاں کرتے ہیں اور ان سے سورما پیدا ہوتے ہیں، یہ اسی طرح کا تخیل ہے جو مشرک قوموں میں ہر جگہ موجود ہے۔

کتاب پیدائش میں اس سے آگے حضرت نوح کے دور کا ذکر کرتے ہوئے ہے:۔

"اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی ہے اور اُس کے دل کے تصور اور خیال سدا بُرے ہی ہوتے ہیں تب خداوند زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دل گیر ہوا اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین پر سے مٹا ڈالوں گا،

انسان سے لیکر حیوان اور رینگنے والے جاندار اور ہوا کے پرندوں تک۔
کیونکہ میں ان کے بنانے سے پچھتاتا ہوں"۔ (باب ۵-۷ تا)

کتاب پیدائش کے ابتدائی ابواب سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے کائنات کی ہر چیز کو تخلیق کیا اور اس کے بعد جب اسے دیکھا تو وہ ٹھیک نظر آئی لیکن اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خدا ان کو پیدا کر کے پچھتایا اور غمگین ہوا، گویا خدا پچھتاتا اور غمگین بھی ہوتا ہے۔

عیسائی بھی یہودیوں کی طرح عہد نامہ عتیق اور اس کی کتاب پیدائش کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ایک ازلی و ابدی ہستی کو خدا ماننے کے بجائے تین ازلی و ابدی ہستیاں ۔ باپ، بیٹا اور روح القدس ۔ مانتے ہیں۔ اتھاناسیس کے عقیدہ میں ہے۔

"باپ غیر مخلوق، بیٹا غیر مخلوق، روح القدس غیر مخلوق، باپ ازلی، بیٹا ازلی، روح القدس ازلی، تاہم تین ازلی نہیں بلکہ ایک ہی ازلی ہے ...... باپ نہ کسی سے موضوع ہے نہ مخلوق نہ مولود، بیٹا صرف باپ ہی سے ہے، نہ موضوع ہے نہ مخلوق بلکہ مولود، روح القدس باپ اور بیٹے سے ہے، نہ موضوع نہ مخلوق نہ مولود بلکہ صادر ہے"۔

اسلام کا تصور

اسلام کی رو سے پوری کائنات کا ایک ہی خالق ہے اور وہ اللہ ہے، اس کے فعل تخلیق میں کوئی شریک نہیں، آخر مخلوق خالق کیونکر ہو سکتی ہے اور خالق

فعل تخلیق میں خود اپنی مخلوقات کی مدد کا محتاج کیسے ہو سکتا ہے؟ قرآن مجید میں ہے:۔

ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	یہ ہے اللہ تمہارا رب! اس کے سوا کوئی معبود
خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ (انعام ۱۰۲)	نہیں ، ہر چیز کا خالق تو اسی کی بندگی کرو۔

وہ کہتا ہے کہ کائنات تو خدا نے پیدا کی ہے پھر تمہارے دیوی دیوتاؤں نے کیا پیدا کیا ہے؟

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا	یہ ہے اللہ کی تخلیق! تو مجھے بتاؤ کہ اس کے
خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ (لقمان ۱۱)	سوا دوسرے لوگوں نے کیا پیدا کیا ہے؟

اللہ کے سوا سب مخلوق ہیں اور مخلوق کو چاہے تم دیوتا بنا لو وہ خالق نہیں بن سکتی:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اٰلِهَةً لَّا	اور انھوں نے اللہ کے سوا دیوی دیوتا ٹھہرا رکھے
یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝	ہیں جو خود کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کرتے اور
(فرقان ۳)	وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔

ایک مکھی کا پیدا کرنا بھی کسی کے قبضہ قدرت میں نہیں:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اللہ کے سوا تم جنھیں پکارتے (پوجتے) ہو
لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ	وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے خواہ وہ
(حج ۷۳)	سب مل کر زور لگائیں۔

اسلام خدا کے سوا کسی شے کو ازلی نہیں مانتا، نہ کائنات کی تخلیق کے لئے مادہ، روح اور آکاش وغیرہ کی ضرورت کا قائل ہے۔ قرآن مجید میں ہے:۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ (حدید)	وہی سب سے پہلے (ازلی) ہے اور وہی سب سے بعد (ابدی) ہے۔

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح اس کی فرمائی ہے :-

اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ اَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ ۔ (مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)	تو ہی سب سے پہلے ہے تو تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں اور تو ہی سب کے بعد میں ہے تو تیرے بعد کوئی شے نہیں ۔

اور اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں ہے :-

كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ شَيْءٌ	اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی ۔

یعنی ایک وقت تھا جبکہ صرف اللہ تھا، نہ کائنات تھی، نہ مادہ، نہ روح، نہ اور کچھ، پھر خدا نے نیست سے ہست کیا اور کائنات کی تخلیق کی :-

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (بقرہ، ۱۱۷)	آسمانوں اور زمینوں کا بدیع (موجد) اور جب وہ کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے ۔

بَدِیْع جو کسی چیز کو کسی نمونہ اور کسی ذریعہ کے بغیر پیدا کرے" کہتا ہے کہ ہو جا۔ پس وہ ہو جاتا ہے " ———— یعنی تخلیق کے لئے اُسے کسی مادّہ، کسی ذریعہ اور کسی سہارے کی ضرورت نہیں، اس کا ارادہ ہی تخلیق کے لئے کافی ہے، وہ چاہتا ہے اور چیز موجود ہو جاتی ہے ۔

خدا تخلیق میں آزاد ہے، جو چاہے اور جس طرح چاہے پیدا کرے :-

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۔ (قصص، ۶۸)	اور تمہارا رب جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے پسند کرتا ہے، اُن (مخلوق) کے لئے پسند و انتخاب نہیں ۔

اللہ قدیر و حکیم ہے، وہ جو کچھ پیدا کرتا ہے علم، حکمت اور قدرتِ کاملہ کے تحت کرتا ہے اس لئے اس کے پچھتانے، غمگین ہونے اور غلط کام کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا :-

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (آلِ عمران، ۶)

زمین و آسمان کی کوئی شے اللہ پر پوشیدہ نہیں وہ (ماں کے) رحم میں جس طرح چاہتا ہے تمہاری صورت گری کرتا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

اس کی تخلیق میں کوئی نقص نہیں :-

مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ (ملک، ۳)

تم رحمٰن (خدا) کی تخلیق میں نقص نہ پاؤ گے۔

خدا نے ہر شے کی تخلیق منصوبے کے تحت کی ہے :-

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ۝ (فرقان، ۲)

اور اس نے ہر شے کو پیدا کیا تو اس کا منصوبہ اور اندازہ بنایا۔

کائنات کا مادّہ پہلے یکجا تھا، پھر اس کے ٹکڑے ہوئے اور زمین اور عالمِ سماوی بنے اور زندگی کی ابتدا پانی سے ہوئی :-

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ

کیا کفار نے اس پر غور نہیں کیا کہ آسمان و زمین (پہلے) یکجا تھے پھر ہم نے انہیں الگ الگ کر دیا اور پانی سے ہر ذی حیات

الْمَاءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ (انبیاء، ۳۰) شے بنائی۔

کائنات ابتدا میں گیس کی شکل میں تھی :۔

ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَھِیَ دُخَانٌ (فصلت، ۱۱)
پھر وہ عالمِ سماوی کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھوئیں کی شکل میں تھا۔

کائنات ایک دم نہیں بنی، تدریج سے بنی اور چھ ادوار میں تخلیق پذیر ہوئی۔

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ (اعراف، ۵۴)
یقیناً تمہارا رب (مالک و معبود) اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں تخلیق فرمایا۔

"یَوْمٌ" عربی میں چوبیس گھنٹے کے لئے بھی آتا ہے اور مطلق زمانے کے لئے بھی، یہاں دوسرے ہی معنیٰ مراد ہیں کیونکہ کائنات کی تخلیق کے دوران موجودہ دن رات کا ذکر بے محل ہے، پھر قرآن مجید میں صراحت ہے کہ اللہ کا دن ہزار دن برس کا ہوتا ہے۔

کائنات کو پیدا کرنے سے خدا کو تکان نہیں ہوا :۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ٥ (ق، ۳۸)
اور یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے مابین کی مخلوقات کو چھ دن میں پیدا کیا اور ہمیں کوئی تکان نہیں ہوا۔

خدا سوتا نہیں، نہ کائنات کی نگرانی اس کے لئے بار ہے :۔

لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ...... وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُهُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ٥ (البقرہ، ۲۵۵)
اُسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند ...... اور کائنات کی نگرانی اُس پر بار نہیں اور وہ بلند اور صاحبِ عظمت ہے۔

زندگی کا یہ ہنگامہ زوجیت کی بنیاد پر قائم ہے، ہر چیز جوڑے جوڑے ہے۔

وَمِن کُلِّ شَیءٍ خَلَقنَا زَوجَینِ (ذاریٰت ۴۹) اور ہم نے ہر چیز کو جوڑے جوڑے بنایا۔

خدا کے مثل کوئی شے نہیں:۔

لَیسَ کَمِثلِہٖ شَیءٌ خدا کی طرح کوئی شے نہیں۔

انسان کو اس نے زمین پر اپنا خلیفہ بنایا:۔

وَھُوَ الَّذِی جَعَلَکُم خَلَائِفَ فِی الاَرضِ (فاطر ۳۹) خدا وہ ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا۔

اور انسان کی فطرت میں نیکی و بدی کی تمیز خود رکھ دی:۔

فَاَلھَمَھَا فُجُورَھَا وَتَقوٰھَا (شمس ۸) تو خدا نے ہر نفس کو الہام کی اس کی بدکاری اور اس کی نیکی

انسان کی زندگی کا مقصد اللہ کی لاشریک بندگی ہے:۔

وَمَا خَلَقتُ الجِنَّ وَالاِنسَ اِلَّا لِیَعبُدُونِ (ذاریات ۵۶) اور میں نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ میری بندگی کریں۔

اور اس راہ کی مشکلات میں اسے زندۂ جاوید خدا پر بھروسہ کرنا چاہیئے:۔

وَتَوَکَّل عَلَی الحَیِّ الَّذِی لَا یَمُوتُ (فرقان ۵۸) اور اس (خدا) پر بھروسہ کرو جو زندہ (واجب الوجود) ہے اور جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔

اس کے سوا ہر شے فنا ہونے والی ہے:۔

کُلُّ شَیءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجھَہٗ (قصص ۸۸) ہر شے فنا ہونے والی ہے سوائے خدا کی ذات کے

یہ ہے اسلام کا تصور تخلیق کائنات، تخلیق انسان اور خالق کائنات کے بارے میں! انسان کا علمی و سائنسی ارتقا اس کی تردید نہیں، تائید کرتا ہے۔